سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام میں انسانی حقوق اور اخلاقی اقدار
این جی اوز کی یلغار اور مکافات عمل

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فعن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کی قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

وعن عائشه و ابن عمر عن النبی صلعم قال مازال جبرائیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه (بخاری ومسلم) ترجمہ: حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔

معزز حضرات ابھی تک حقوق العباد کا جو ذکر ان مذکورہ احادیث کے ضمن میں ہوا آپ کو یہ بات ذہن نشین ہوئی ہوگی کہ کسی کی حق تلفی، زیادتی اور ظلم کو معمولی سمجھ کر اس کی تلافی نہ کرنا اپنے تمام عبادات کو دوسروں کی جھولی میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

آخرت میں غاصب کی سزا:

حضورؐ سے مروی ہے کہ تین پیسے کے بدلے غاصب کے سات صد مقبول نمازیں حقدار کو دلائی جائیں گی۔ اول تو ہماری نمازیں اور عبادات اس قابل کہاں کہ اللہ کے حضور شرف قبولیت حاصل کر سکیں۔ اگر اللہ اللہ کر کے بعض عبادات اخلاص اور یکسوئی سے ادا ہو بھی گئیں تو ان کے مقابلہ میں اتنی حق تلفیاں اور حیلہ بہانے سے دوسروں کی جان و مال میں خیانت کا ارتکاب کیا کہ آپ سن چکے ہیں کہ ظلم و زیادتی کا معاملہ اتنا سخت ہے کہ جب تک بندہ اپنا حق معاف

نمٹکرے اس وقت تک مالک الملک بھی معاف نہ کرے گا۔ اگر دنیا ہی میں حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی مکافات نہ ہوئی تو نتیجہ پھر یہی نکلے گا کہ اعمال حسنہ مظلوم کے نامہ اعمال میں جمع ہو جائیں گے اور اس کے گناہ ظالم کے کندھوں پہ رڈال کر جہنم جانے کا حکم دیا جائے گا۔

حقوق العباد میں تقصیرات کے بدلے مقبول اعمال کیلئے جائیں گے:

رحمۃ للعالمین کا ارشاد گرامی ہے: عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لادرهم له ولا متاع فقال ان المفلس من امتي من ياتي يوم القيامة بصلوة وصيام وزكوة وياتي قدشتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فيعطي هذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضي ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا (صحابہ سے) کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ درھم ہو دینار ہو اور نہ سامان واسباب ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں مفلس شخص (حقیقتاً) وہ ہوتا ہے جو روز محشر میدان حشر میں دنیا سے نماز' روزہ' زکوٰۃ (اور دیگر مقبول عبادات) لے کر آئے گا۔ مگر اس کے ساتھ اس نے کسی کو (دنیا میں) گالی دی' کسی پر تہمت لگائی' کسی کے مال کو ہڑپ کیا۔ کسی کا خون بہایا کسی کی (بلاوجہ) پٹائی کی اس کی نیکیوں سے قیامت کے دن جس کو گالیاں دیں تھیں اس کے مقدار نیکیاں دی جائیں گی جس کا ناحق خون بہایا۔ کچھ عبادات مقبولہ خون کے بدلے اس کو دے دی جائیں گی۔

اسی طرح جس جس بندے کی حق تلفی کی اس کے عوض اس کی نیکیاں ان میں تقسیم کر کے ان سے جو زیادتیاں کی گئی ہیں ان کا مداوا کر دیا جائے گا۔ یہ اپنے ساتھ جو ڈھیروں مقبول عبادات میدان محشر لایا تھا حقوق العباد کو تلف کرنے کی سزا اور عبادت کو ان کے حقوق کی ادائیگی جو عدل کا تقاضا ہے کے طور پر ان مظلومین میں تقسیم ہونے کے بعد بھی حقوق العباد میں کوتاہی کرنے کی سزا پوری نہ ہوگی۔ بندوں کے حقوق میں جو تقصیرات' ہُئے وہ زیادہ اس کے مقابلہ میں اس بندہ کے مقبول اعمال کم پڑ جائیں گی۔ اب اللہ کی شان عدل سے تو یہ بعید ہے کہ روز حساب ظالم کو مظلوم کا حق واپس کئے بغیر ظالم کو معاف کیا جائے۔ تو اس بدلہ چکانے کی صورت یہ ہوگی کہ مظلوموں اور حقداروں کے گناہ جو ان سے دنیا میں سرزد ہوئے۔ اس شخص یعنی زیادتی کرنے والے پر ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دینے کا حکم دے دیا جائیگا۔

مکافاتِ عمل:

سید الرسل کے اس زرین قول کو پڑھنے کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح مزید واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت مطہرہ میں انسانوں کی عزت نفس اور حقوق کی پامالی کرنے والوں نے اگر متاثرہ فرد یا افراد کے ساتھ دنیا ہی میں معافی یا کسی شرعی اصول کے تحت زیادتی کا معاملہ نہ نمٹایا۔ تو مجرم کو آخرت میں معافی ملے گی۔ نہ اس کے حق میں کسی کی سفارش کارگر ہوگی۔ مکافات عمل کے بعد آپ حضرات خود نتیجہ اخذ کرلیں کہ اپنے ساتھ نیکیوں کے انبار لایا۔ واپسی ہوئی تو نیکی ساتھ لے جانے کا تو تصور نہیں گناہوں کے بوجھ سے لدھ کر جہنم میں داخل ہو رہا ہے۔ اصل مفلس یہی ہے' دنیاوی فقر و فاقہ' غربت و ناداری کے شکار شخص کو حقیقی مفلس کہنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہاں کی غربت و مالداری کا تعلق تو صرف اس چند روزہ حیات مستعار کی حد تک ہے' مرتے ہی اس افلاس کا سلسلہ اور بندہ سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ مفلس کی جو تعریف امام الانبیاء ﷺ نے فرمائی جس پر وہ تعریف لاگو ہو کر اس کا مصداق بن جائے وہ ہمیشہ ہمیشہ ایسے عذاب میں رہتا ہے جس سے نجات کی فکر جب تک ہم زندہ ہیں نہ کریں آنکھیں بند ہونے کے بعد پھر حسرت اور حسرت ہی ہوگی۔

کمزور' معذور' مظلوم اور مجبوروں کے حقوق:

رہتی دنیا تک انشاء اللہ قائم و دائم عالمگیر اور فطری مذہب اسلام کے آفاقی اور عدل و انصاف پر مبنی اصولوں سے ناواقف لوگ اور معاندین اپنے جہل اور عناد کی وجہ سے حقوق انسانی کے بارے میں اسلام کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں تمام مخلوقات کے حقوق کا متعین ہونا تو اپنی جگہ حتی کہ اپنے غلام اور باندی تک کے بارے میں حکم ہے جو خود کھائے اسے بھی کھلائے جو خود پہنے ان کو پہنائے۔ امت و انسانیت اور مخلوقات پر خدا کے بعد سب سے بڑھ کر مشفق و مہربان خاتم الانبیاء کا فرمان ہے۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ اخوانکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن جعل الله اخاه تحت یدیه فلیطعمه و مما یاکل ولیلبسه ممایلبس ولا یکلف من العمل مایغلبه' فان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا غلام تمہارے بھائی ہیں اور تمہاری ہی طرح ہیں۔ (تمہاری آزمائش کے لئے) ان کو اللہ نے تمہارے کنٹرول میں دے دیا ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہ جس شخص کے بھائی کو اس کا ماتحت بنائے تو مالک کو چاہیے جو خود کھائے وہی اس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے اسی کو بھی پہنائے اور اس سے کوئی ایسا (سخت) کام نہ لے جو اس کی طاقت میں نہ ہو اور اگر (بامر مجبوری) کوئی ایسا کام اس سے لیا جائے جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس (سخت کام) میں خود بھی اس کی مدد کرے۔ اسلام میں تو اپنے سے کمزور' اور مظلوم و مجبور

انسان کے وہ حقوق ذکر ہیں جنہیں پڑھ کر متعصب سے متعصب غیر مسلم بھی اپنے مذہب اور رویہ پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو کر اسلام کی حسن وخوبی کے بارے میں اعتراف کر جاتا ہے۔

این جی اوز اور مفادات کی جنگ:

دنیا میں انسانی حقوق کے پرچارک اور اپنے آپ کو عدل واحسان کے چیمپئن کہلوانے والے مما لک اپنے مخالفین اور باغیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھتے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے پر جو ادارے تنظیمیں اور این جی اوز زیادتی کرنے والوں کے خلاف جس جدوجہد کا دعویٰ کرتی ہیں ان کا مظلوم اقوام بالخصوص مسلمانوں کے بارہ میں ڈبل معیار' منافقت سے بھرپور رپورٹیں بھی آئے دن آپ پڑھتے سنتے رہتے ہیں۔ ان کے ہاں حقوق انسانی کی اپنی اپنی خودساختہ تعریفات ہیں۔ دراصل ان دوغلی پالیسیوں پر عمل پیرا نام ونہاد مہذب لوگوں کے ہاں نہ حقوق ہیں اور نہ انسانیت کی کوئی عظمت واہمیت۔ صرف اپنے اپنے مفادات اور مطلب براری معیار ہیں۔

دوہرا معیار:

اگر عظمت وحقوق آدمیت کی پابندی اور رعایت ہے تو صرف اسلام میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کبھی بھی حقیقی معنوں میں اسلامی نظام کے نفاذ کی ان مصنوعی انسانی حقوق کے دعویداروں کو اطلاع ہو جاتی ہے۔ اس خطہ زمین پر رہنے والوں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے انسانیت وآدمیت کے یہ ازل دشمن متحد ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ اور اس کی برکات کے بدولت امن وسکون' احترام آدمیت' عدل وانصاف اور مروت واحسان وغیرہ کے اثرات دنیا کے پسے ہوئے اور مظلوم اقوام کے خواب خرگوش سے بیداری کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس اندرونی خوف کی وجہ سے اسلامی قوتوں' تحریکوں اور اداروں پر دہشت گردی' بنیاد پرست اور انتہا پسند' قدامت پسند وغیرہ کے الزامات لگا کر اسلام دشمنوں کو ان کے خلاف اٹھنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور یہ ظالم پھر دشمنی کے اس آگ میں جب جلنے لگتے ہیں تو نہ ان کو مسلمان بوڑھے کے حقوق یاد رہتے ہیں نہ عورت' مریض اور بچے کی تمیز کرتے ہیں۔ گنہگار اور بیگناہ کا فرق کرنا تو ان خدا دشمنوں کے ہاں موجود ہی نہیں۔ ان کے مسلمانوں پر ظلم وجبر کے پہاڑ گرانے کے مقابلہ میں رحمت عالم ﷺ کے اپنے آپ پر قتل کا حملہ کرنے والے سے سلوک کا موازنہ کیجئے کہ اسلام اور ہادی عالم کا کردار وتعلیمات دہشت وخونریزی پر مبنی ہیں یا عصر حاضر کی دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے والے خودساختہ لاکھوں بے گناہ مرد وزن کے خون سے ہولی کھیلنے والے دعویداروں کے۔

دشمنوں کے حسن سلوک کا نادر معاملہ:

آج کی مہذب دنیا مرشد عالم ﷺ نے اپنی جان کے دشمن کے ساتھ جو معاملہ فرمایا کیا اس کی نظیر پیش کر سکی ہے۔

عن انس ان ثمانين رجلاً من اهل مكة هبطوا على رسول الله ﷺ من جبل التنعيم متسلحين يريدون غرة النبي ﷺ واصحابه فاخذهم سلماً فاستحياهم و في رواية فاعتقهم

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خلاف مکہ کے اسی (۸۰) آدمی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر تنعیم کے پہاڑ سے اتر آئے جن کا ارادہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر اچانک حملہ کر کے ان کو نقصان پہونچائیں لیکن آپ ﷺ نے (بغیر لڑائی) ان سب کو بے بس اور ذلیل کر کے گرفتار کرلیا۔ پھر ان کو زندہ رہا کر دیا۔

اور ایک روایت میں ہے (ان کو غلام رکھنے کی بجائے) آزاد کر دیا۔

باغیوں کے انسانی حقوق کا تحفظ:

آج تو معافی اور رہائی کا تصور نہیں۔ کسی معمولی صاحب اقتدار کا کسی پر شک ہو کہ فلاں سے مجھے نقصان پہونچانے کا خطرہ ہے۔ تو اس کے بدلہ جس پر شک ہوُا اس کے ماں باپ اور پورے خاندان کو انتقام کی آگ کی بھٹی میں جھونک دیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان برائے نام حقوق انسانی کے ٹھیکیداروں کے ہاں انسان اور پھر مسلمانوں کے کوئی حقوق نہیں' یہ صرف خدائی قانون شریعت کی ہی خصوصیات ہیں کہ اس میں باغیوں کے بھی حقوق مقرر ہیں۔ کفار کو لیجئے۔ اللہ کو وحدہ لاشریک ماننے سے باغی۔ انبیاء کو اللہ کی طرف سے حق کے داعی ہونے سے منکر عذاب قبر' روز قیامت اور جنت و دوزخ کے تصور سے عاری۔ مگر ان بداعمالیوں اور عقائد کی خرابی کے ہوتے ہوئے اسلام میں انکے بھی کچھ حقوق رکھے گئے ہیں

میدان کارزار میں خواتین' بچوں اور معذوروں کے تحفظ کی ہدایت:

جب کفار سے جنگ کا معرکہ زوروں پر ہے' نبی الرحمۃ ﷺ کا اپنے لشکر کو کفار سے اس حالت میں بھی غیر انسانی اور غیر اخلاقی برتاؤ نہ کرنے کی ہدایات دے کر یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ اسلام اور مسلمان' روئے زمین پر امن' سلامتی کے علمبردار ہیں' کسی کا ناحق خون بہانا حالت جنگ میں بھی ان کے ہاں روا نہیں۔ اور نہ اس فرد کو نقصان پہونچانے کی اجازت ہے جو عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف حالتِ جنگ میں شریک نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے

عن رباح بن الربيع قال كنا مع رسول الله ﷺ في غزوة فرأى الناس مجتمعين على شي فبعث رجلا فقال انظر على ما اجتمع هؤلاء فجاء فقال على امرأة قتيل فقال ما كانت هذه لتقاتل وعلى المقدمة خالد بن الوليد فبعث رجلا فقال قل لخالد لاتقتل امرأة ولا عسفا (رواة ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت رباح بن ربیع سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں حضور ﷺ کے ہمراہ میدانِ جنگ میں تھے کہ کچھ

لوگ کسی جگہ ایک چیز کے اردگرد جمع تھے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا کہ وہاں جا کر دیکھو لوگ کس چیز کے پاس جمع ہو رہے ہیں، اس شخص نے واپس آ کر عرض کر دیا کہ ایک عورت کو قتل کر دیا گیا ہے لوگ اس کی لاش کے پاس جمع ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ عورت تو نہیں لڑ رہی تھی (پھر اسے قتل کرنے کا کیا جواز تھا) لشکر کے ابتدائی حصہ کی کمان اسوقت حضرت خالد بن الولید کے پاس تھی۔ حضور ﷺ نے پھر اس شخص کو حضرت خالد کے پاس بھیجا کہ خالد کے پاس جا کر اسے کہدو کہ جنگ میں کسی (جب تک عملاً جنگ میں شریک نہ ہوں) معذور اور عورت کو قتل نہ کرو۔

نہد نام زنگی کافور:

اسلام تو امن و آشتی کا دامن حتی الامکان تھامنے کا بار بار تلقین کر رہا ہے۔ جنگ اور امن دونوں صورت میں انسانی حقوق کی پابندی پر زور دے رہا ہے۔ دوسری طرف انسانیت کو ان کے حقوق دلوانے نام پر اسی انسان کا جس بیدردی سے خون بہایا جا رہا ہے وہ ہر روز آپ لوگ میڈیا میں سنتے رہتے ہیں۔ پھر بھی یہ ظالم اور انسانیت کے قاتل بڑے فخر سے اپنے آپ کو دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے چیمپئن بننے کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ فارسی کے اس مقولہ "نہد نام زنگی برعکس کافور" کا مصداق ہیں کہ کالے حبشی پر کافور جو کہ انتہائی سفید ہے نام رکھ دیا جائے۔ یہی صورتحال ان اسلام دشمن طاقتوں کی ہے، کہ اسلامی دنیا میں آگ اور خون کا جو کھیل شروع کیا ہوا ہے۔ اسے انسانی حقوق کی بحالی، امن کے قیام کا نام دے رکھا ہے۔

اقلیتوں کے حقوق کا نبوی اعلان:

مسلمانوں کے ساتھ ان نام نہاد تہذیب یافتہ ملکوں کا یہ سلوک ہے جبکہ اسلام میں مسلمان تو مسلمان وہ کافر جو مسلم ملکوں میں مملکت کے اسلامی شرائط کے مطابق رہنا چاہتا ہے، ان کے حقوق کی حفاظت کا بھی برملا اعلان کر کے ذمہ دار رعایا اور ملک کے سربراہ کو ٹھہراتا ہے۔ نبی الرحمۃ ﷺ کا فرمان ہے:

دماءهم كدمائنا واموالهم كاموالنا واعراضهم كاعراضنا۔

ترجمہ: ان (کافروں ذمیوں) کا خون مسلمانوں کے خون کی طرح اور ان کے مال مسلمانوں کے اموال کی طرح اور ان کے ابرو مسلمانوں کے ابرو کی طرح محترم ہیں۔ یعنی جیسے مسلمان کے جان مال عزتیں محفوظ ہیں اسلامی دنیا میں رہنے والے کفار کو بھی یہی حقوق حاصل ہوں گے۔ افسوس کہ پھر بھی جان بوجھ کر اسلام جیسے حقوق کے داعی و امن و سلامتی سے بھرپور دین پر حملے کئے جا رہے ہیں۔

رب کائنات پوری دنیا کو اسلام و شریعت کی معطر ہواؤں سے معمور و منور فرماویں۔ (امین)